66998 ـ کیا عورت کے لیے فوت شدہ والدین کی جانب سے اعتکاف کرنا جائز ہے ؟

سوال

کیا عورت کے لیے اپنے فوت شدہ والدین کی جانب سے اعتکاف کرنا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بعض علماء کرام کوئی بھی عبادت کر کے اس کا ثواب فوت شدگان کو ہبہ کرنے کے جواز کے قائل ہیں، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ صرف وہی عبادات کی جاسکتی ہیں جو بالنص احادیث میں وارد ہیں.

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

زندہ اشخاص کی جانب سے کونسی اشیاء میت کے لیے نفع مند ہیں ؟

اور کیا بدنی اور غیر بدنی عبادات میں کوئی فرق ہے ؟

آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں، اور ہمارے کوئی ایسا اصول اور قاعدہ وضع کریں کہ اس طرح کے مسائل میں مشکل پیش آنے کے وقت ہم اس کو اپنا سکیں.

شیخ نے جواب دیا:

زندہ اشخاص کی جانب سے میت کو وہ چیز نفع دے سکتی ہے جس کی کوئی دلیل ثابت ہو، اور وہ عام دعاء ہے یا بخشش کی دعا، یا پھر میت کی جانب سے صدقہ و خیرات، اور حج یا عمرہ، یا اس کے ذمہ قرض کی ادائیگی، اور اس کی شرعی وصیت کی تنفیذ، ان سب اشیاء کی مشروعیت پر احادیث میں دلائل موجود ہیں.

اور بعض علماء نے ہر وہ فعل بھی ملحق کیا ہے جو اللہ کے قرب کے لیے مسلمان شخص کرتا ہے، اس کا ثواب بھی کسی زندہ یا مردہ شخص کو ہبہ کیا جا سکتا ہے.

لیکن صحیح یہی ہے کہ اسی پر اقتصار کرنا چاہیے جو بالنص احادیث میں وارد ہیں، اور یہ اللہ تعالی کے درج ذیل فرمان کے ساتھ مخصوص ہو جائیگا:

اور انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی النجم (39).

واللہ اعلم بالصواب.

دیکھیں: المنتقی (2 / 161).

اور والدین کے متعلق خصوصا یہ ہے کہ:

شریعت نے اولاد کو والد کی کمائی قرار دیا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مومن کی موت کے بعد اس کے اعمال اور نیکیوں میں سے جو اسے پہنچتا رہتا ہے وہ علم ہے جو اسنے کسی کو سکھایا ہو، یا نشرکیا، اور نیك اور صالح اولاد چھوڑی ہو، اور قرآن وراثت میں چھوڑا ہو، یا مسجد بنائی ہو یا مسافروں کے لیے مسافرخانہ تعمیر کروایا ہو، یا نہر کھدوائی ہو، یا صحت اور تندرستی اور زندگی میں اپنے مال سے صدقہ و خیرات کیا ہو تو یہ اس کی موت کے بعد بھی اس تك پہنچتا رہتا ہے "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (242) صحیح ابن خزیمہ (4 / 121) ابن خزیمہ نے اسے صحیح اور علامہ منذری اور علامہ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے، جیسا کہ صحیح الترغیب (1 / 18) میں ہے.

سنن ابن ماجہ کے حاشیہ پر سندھی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نیك اور صالح اولاد کو عمل اور اچھی تعلیم شمار کرنا اسطرح ہے کہ والد ہی اولاد کے وجود اور اس کی اصلاح اور نیکی وہدایت کی طرف راہنمائی کا سبب ہے، جیسا کہ نفس عمل کو درج ذیل فرمان باری تعالی میں بنایا گیا ہے:

یقینا اس کے عمل صحیح نہیں " انتہی.

اور شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اولاد جو بھی نیك اور صالح اعمال کرتی ہے اس کا اجروثواب والدین کو بھی ملتا ہے، اور دونوں میں سے کسی کے اجروثواب میں کمی نہیں ہوتی؛ کیونکہ اولاد والدین کی کوشش اور کمائی کا نتیجہ ہیں، اور پھر اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

ہر انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی النجم (39).

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" سب سے بہتر اور اچھی وہ چیز ہے جو آدمی اپنی کمائی سے کھاتا ہے اور یقینا بیٹا اس کی کمائی میں سے ہے "

اسے سنن اربعہ نے روایت کیا ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے شواہد کے ساتھ صحیح قرار دیا ہے " انتہی.

دیکھیں: احکام الجنائز (126 ـ 217).

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

فوت شدہ یا زندہ والدین کے لیے کونسے اعمال نفع مند ہیں ؟

شیخ کا جواب تھا:

" اعمال یہ ہیں:

ان کی زندگی میں ان سے حسن سلوک کا برتاؤ کرنا، اور قول و عمل میں ان سے احسان اور اچھا برتاؤ، اور ان کی رہائش و خرچ وغیرہ کی ضروریات پوری کرنا، ان دونوں کے ساتھ اچھی کلام کرنا، اور ان کی خدمت بجا لانا؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور تیرے رب کا فیصلہ ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو
الاسراء (23).

خاص کر جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو ان کی جتنی خدمت ہو سکے کی جائے.

اور ان کی موت کے بعد بھی ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کا برتاؤ باقی رہتا ہے، وہ اس طرح کہ ان کے لیے دعاء کی جائے، اور ان کی جانب سے صدقہ و خیرات اور حج و عمرہ کیا جائے، اور ان کے ذمہ قرض کی ادائیگی کی جائے، اور ان کے رشتہ داروں اور دوست و احباب کے ساتھ اچھا برتاؤ اور صلہ رحمی کی جائے، اور ان کی جانب سے مشروع وصیت پر عمل کیا جائے " انتہی.

دیکھیں: المنتقی (2 / 162).

دوم:

رہا عورتوں کے متعلق اعتکاف کا مسئلہ تواس کے بارہ میں گزارش ہے کہ:

اعتکاف مرد اور عورت دونوں کے لیے مستحب ہے، لیکن عورتوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال اور

خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف نہ بیٹھیں، اور ان کے اعتکاف کرنے میں کوئی فتنہ نہ ہو.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں:

" چنانچہ عورت اس وقت اعتکاف بیٹھے گی جب اس کے اعتکاف کرنے میں کوئی فتنہ نہ ہو، اور اگر اس کے اعتکاف کرنے میں فتنہ ہو تو پھر اسے اعتکاف بیٹھنے نہیں دیا جائیگا؛ کیونکہ جب کسی مستحب چیز کے نتیجہ میں کوئی ممنوع چیز مرتب ہو تو اس سے رکنا واجب ہے، جس طرح کسی مباح چیز کے نتیجہ میں کوئی ممنوعہ چیز مرتب ہوتی ہو تو اس سے بھی رکنا واجب ہے.

اگر ہم فرض کریں کہ عورت مسجد میں اعتکاف کرے تو وہاں فتنہ ہو جیسا کہ مسجد حرام میں ہے، کیونکہ مسجد حرام میں عورتوں کے اعتکاف کے لیے کوئی مخصوص جگہ نہیں، اور جب عورت اعتکاف کریگی تو وہ ضرور سوئےگی، چاہے رات کو سوئے یا دن کے وقت، اور آنے جانے والے مردوں کے درمیان عورت کا سویا ہوا ہونا فتنہ ہے.

عورتوں کے لیے اعتکاف کی مشروعیت کی دلیل یہ ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی وفات کے بعد بھی اعتکاف کرتی رہیں ہیں، لیکن اگر فتنہ کا خدشہ ہو تو عورت کو اعتکاف کرنے سے منع کیا جائیگا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تواس سے بھی کم چیز میں منع فرما دیا تھا.

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرنے لگے اور ایک روز نکلے تو دیکھا کہ ایک خیمہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا اور ایک خیمہ فلان عورت کا اور ایک خیمہ فلان عورت کا لگا ہوا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

" کیا یہ نیکی کرنا چاہتی ہیں ؟! "

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب خیموں کو اکھاڑنے کا حکم دے دیا، اور اس سال خود بھی اعتکاف نہ کیا، بلکہ شوال کے مہینہ میں بطور قضاء اعتکاف کیا.

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر عورت کے اعتکاف کرنے میں فتنہ ہو تو بالاولی اسے منع کیا جائیگا " انتہی.

دیکھیں: الشرح الممتع (6 / 510).

خلاصہ یہ ہوا کہ:

انسان موت آنے سے قبل اپنے لیے خود ہی زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ سرانجام دے لے، کیونکہ موت کے بعد اس کے اعمال منقطع ہو جائینگے، اور ان اعمال میں سے اس کے والدین کو اس کے اجروثواب کا حصہ حاصل ہوگا، لیکن کسی کے اجروثواب میں کچھ بھی کمی نہیں ہوگی، نہ تو اولاد کے اجروثواب میں اور نہ ہی والدین کے اجروثواب میں.

اور اعتکاف بھی اعمال صالحہ میں سے ہے، اور عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اعتکاف اس طرح کرے جو شرعی قواعد و ضوابط کے مطابق ہو، جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی کلام میں بیان ہوا ہے.

واللہ اعلم .